© rasailojaraid.com

محمد اسحاق بھٹی

ایک حدیث

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ یُسَلِّمُ الرَّاکِبُ عَلَی الْمَاشِیْ وَالْمَاشِیْ عَلَی الْقَاعِدِ وَالْقَلِیْلُ عَلَی الْکَثِیْرِ (صحیح بخاری۔ کتاب الاستیذان۔ باب یسلم الماشی علی القاعد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا، سوار، پیدل کو سلام کہے اور پیدل، بیٹھے ہوئے کو کہے، اور کم لوگ زیادہ لوگوں کو کہیں۔

یہ حدیث اگرچہ بہت مختصر ہے مگر اس میں زندگی کے ایک ایسے پہلو کی وضاحت کی گئی ہے، جس سے ہمارا ہر وقت تعلق رہتا ہے، لیکن ہم اس کا زیادہ خیال نہیں رکھتے۔ اس میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ تم میں سے جو لوگ سواری پر آرہے ہوں، وہ پیدل چلنے والوں کو سلام کہیں اور پیدل چلنے والوں کا گزر، بیٹھے ہوئے لوگوں پر ہو، تو وہ انھیں سلام کہیں، پھر اگر دو جماعتیں آمنے سامنے سے گزریں تو ان میں سے جو لوگ تعداد میں کم ہوں، وہ ان لوگوں کو سلام کہیں جو تعداد میں زیادہ ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشادِ گرامی، اسلام کی شان دار تہذیب اور عمدہ ترین ثقافت کا آئینہ دار ہے۔ اس میں مسلمانوں کے ہر طبقے کا وہ فریضہ بیان کیا گیا ہے، جو اس پر عائد ہوتا ہے اور بحیثیت مسلمان کے ایک دوسرے کے ادب و احترام کو واضح فرمایا ہے۔

اسلام نے مسلمانوں کو جن تعلیماتِ عالیہ سے نوازا ہے، ان میں ایک یہ ہے کہ وہ آپس میں عزت و اکرام کا برتاؤ کریں، ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر جو حقوق و فرائض ہیں، انھیں پورا کریں، باہم ادب سے پیش آئیں اور ہر شخص دوسرے کے صحیح مقام کو پہچانے۔ ایک حدیث میں یہ الفاظ بھی ہیں:

یُسَلِّمُ الصَّغِیْرُ عَلَی الْکَبِیْرِ (صحیح بخاری، کتاب الاستیذان۔ باب یسلم الصغیر علی الکبیر)

چھوٹا بڑے کو سلام کہے۔

یعنی چار قسم کے لوگوں کے لیے آنحضرت نے ارشاد فرمایا کہ وہ چار قسم کے لوگوں کو سلام کہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۱۔ سوار، پیدل چلنے والے کو

۲۔ پیدل، بیٹھے ہوئے کو

۳۔ تھوڑے زیادہ لوگوں کو

۴۔ چھوٹا، بڑے کو

سلام مسلمانوں کا اسلامی اور مذہبی شعار ہے۔ اس سے مسلمان اور غیر مسلمان میں جو فرق و امتیاز ہے، اس کا پتا چلتا ہے، اس کے معنی سلامتی اور امن کے ہیں، یعنی ایک مسلمان جب دوسرے کو السلام علیکم کہتا ہے، تو اس کے لیے سلامتی کی دعا کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اللہ آپ لوگوں کو امن و سلامتی میں رکھے۔ دوسرا وعلیکم السلام کہتا ہے تو وہ بھی جواب میں اس کے لیے سلامتی کی دعا کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اللہ آپ کو بھی امن و سلامتی کے سائے میں رکھے۔

اس حدیث میں ایک دوسرے کو سلام کہنے کا جو طریقہ بتایا گیا ہے، وہ تواضع اور انکساری کے لیے ہے۔ یعنی سواری پر بیٹھے ہوئے شخص کو پا پیادہ چلنے والے کو سلام کہنے کا مقصد انکساری اور عجز کا اظہار ہے اور یہ بتانا ہے کہ سواری پر سوار ہونے سے اس میں تکبر و غرور اور رعونت نہیں پیدا ہوگئی ہے۔ وہ اللہ کا معمولی بندہ ہے اور اس نے جس انعام و اکرام سے اس کو نوازا ہے، اس پر اس کا شکر ادا کرتا ہے۔ کسی قسم کی نخوت اور کبر نے اس پر قبضہ نہیں کر لیا ہے، اور وہ پیدل چلنے والے کو حقارت کی نظر سے نہیں دیکھتا ہے۔ اسی طرح تقاضائے ادب کے پیش نظر، پیدل چلنے والے، بیٹھے ہوئے کو، تھوڑے، زیادہ لوگوں کو، اور چھوٹے، اپنے سے بڑوں کو سلام کہتے ہیں۔

یہاں یہ یاد رکھنا چاہیے کہ آنحضرتؐ کا یہ حکم عام ہے اور ہر مسلمان پر اس کا اطلاق ہوتا ہے، باہر سے کوئی چھوٹا آئے یا بڑا، حاکم آئے یا محکوم، افسر آئے یا ماتحت، وہ بیٹھے ہوئے لوگوں کو بہر حال سلام کہے۔ یہ توقع ہرگز نہ کرے کہ جو لوگ بیٹھے ہوئے ہیں وہ اس کی تشریف آوری پر کھڑے ہو جائیں اور اسے حاکم، افسر یا دنیوی اغنیاء سے بڑا آدمی سمجھ کر اسے سلام کریں۔ اگر بالفرض وہ اس کی آمد پر کسی وجہ سے کھڑے ہو جاتے ہیں اور اسے سلام کرنے میں سبقت کرتے ہیں تو یہ ان کی مہربانی یا تواضع یا ادب و لحاظ ہے شرعی حکم یا اسلامی ادب نہیں ہے۔

عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ افسر حضرات ماتحت عملے کے پاس سے گزریں تو انھیں محض اس بنا پر سلام کہنے سے گریز کرتے ہیں کہ وہ ان کی ماتحتی میں کام کرتے ہیں اور عہدہ و منصب میں ان سے کم درجے کے ہیں بلکہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

الشان سے توقع رکھتے ہیں کہ وہ ان کو سلام کریں۔ یہ خلافِ شریعت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادِ گرامی کے منافی ہے۔

اسلام نے مسلمانوں کو جو تعلیم دی ہے، اس کے مطابق ضروری ہے کہ کبر و غرور اور نخوت و رعونت سے کام نہ لیا جائے، بلکہ ایک دوسرے کو سلام کہنے کے بارے میں آنحضرت نے جو طریقہ بیان فرمایا اور ترتیب بتائی ہے، اس پر عمل کیا جائے۔

الفہرست

از محمد بن اسحاق ابن ندیم وراق   اردو ترجمہ: محمد اسحاق بھٹی

یہ کتاب چوتھی صدی ہجری تک کے علوم و فنون، سیر و رجال اور کتب و مصنفین کی مستند تاریخ ہے۔ اس میں یہود و نصاریٰ کی کتابوں، قرآنِ مجید، نزولِ قرآن، جمع قرآن اور قرائے کرام، فصاحت و بلاغت، ادب و انشا اور اس کے مختلف مکاتبِ فکر، حدیث و فقہ اور اس کے تمام مدارسِ فکر، علم نحو، منطق و فلسفہ، ریاضی و حساب، سحر و شعبدہ بازی، طب اور صنعت کیمیا وغیرہ تمام علوم، ان کے علما و ماہرین اور اس سلسلے کی تصنیفات کے بارے میں اہم تفصیلات بیان کی گئی ہیں۔ علاوہ ازیں واضح کیا گیا ہے کہ یہ علوم کب اور کیوں کر عالمِ وجود میں آئے۔ پھر ہندوستان اور چین وغیرہ میں اس وقت جو مذاہب رائج تھے ان کی وضاحت کی گئی ہے۔ نیز بتایا گیا ہے کہ اس دور میں دنیا کے کس کس خطے میں کیا کیا زبانیں رائج اور بولی جاتی تھیں اور ان کی تحریر و کتابت کے کیا اسلوب تھے۔ ان کی ابتدا کس طرح ہوئی اور وہ ترقی و ارتقا کی کن کن منازل سے گزریں۔ ان زبانوں کی کتابت کے نمونے بھی دیے گئے ہیں۔

ترجمہ اصل عربی کتاب کے کئی مطبوعہ نسخے سامنے رکھ کر کیا گیا ہے اور جگہ جگہ ضروری حواشی دیے گئے ہیں جس سے کتاب کی افادیت بہت بڑھ گئی ہے۔

صفحات ۹۴۶ مع اشاریہ   قیمت -/۵۴ روپے

ملنے کا پتا: ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، کلب روڈ، لاہور

© rasailojaraid.com